

تقیہ کتاب وسنت میں

<?xml encoding="UTF-8">

دوسرا مسئلہ کہ جسے متعصب مخالفین نے ہمارے خلاف حربہ بنایا ہے وہ "تقیہ" ہے، وہ لوگ ہم سے سوال کرتے ہیں کہ آپ لوگ کیوں تقیہ کرتے ہیں؟ کیا تقیہ ایک قسم کا نفاق نہیں ہے؟ وہ لوگ اس مسئلہ کو اس قدر بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں کہ گویا تقیہ ایک حرام فعل اور گناہان کبیرہ میں سے ہے۔

جب کہ قرآن نے متعدد مقامات پر بعض شرائط کے تحت تقیہ کے جواز کو بیان کیا ہے اور خود ان کی کتابوں میں وارد ہونے والی روایتیں اسی مطلب کی تائید بھی کرتی ہیں، نیز عقل بھی ان شرائط کے ساتھ تقیہ کو قبول کرتی ہے، اس کے علاوہ وہ لوگ خود بھی اپنی شخصی زندگی میں متعدد مقامات پر تقیہ کا سہارا لیتے ہیں۔ اس مطلب کی وضاحت کے لئے چند نکات کی طرف توجہ لازم ہے :

۱۔ تقیہ کیا ہے؟

تقیہ یعنی ایک انسان اپنے کٹر اور متعصب دشمنوں کی اذیتوں سے بچنے کے لئے اپنے عقیدہ کا اظہار نہ کرے۔ بعنوان مثال : اگر ایک مسلمان چند متعصب ہندؤں کے درمیان گرفتار ہو جائے اور اسے اس بات کا ڈر ہو کہ اگر اس نے اپنے عقیدہ کا اظہار کر دیا تو وہ لوگ اسے مار ڈالیں گے، یا اس کے اموال کو برباد یا کوئی بہت بڑا نقصان پہنچائیں گے تو وہ کبھی بھی اپنے باطنی عقیدہ کا اظہار نہیں کرسکتا تا کہ ان کے شر سے محفوظ رہ سکے۔

یاجب ایک شیعہ مسلمان ایک سنسان جگہ پر ایک متعصب وہابی کے ہاتھوں گرفتار ہو جاتا ہے جو اس کے خون کو بہانا مباح سمجھتا ہے تو وہ اپنی جان، مال اور ناموس کو بچانے کے لئے اپنے عقیدہ کے اظہار سے پرہیز کرتا ہے۔

ان حالات کو دیکھ کر ہر عاقل اس عمل کو منطقی کہے گا اور عقل اس پر حاکم رہے گی اس لئے کہ متعصبوں کے تعصبات کے مقابلہ میں جان دینا صحیح نہیں ہے۔

۲۔ تقیہ اور نفاق میں فرق

نفاق تقیہ کی ضد ہے، منافق اسے کہتے ہیں جو دل میں اسلامی تعلیمات کو نہیں مانتا یا اسلام کے متعلق مردد ہے اور مسلمانوں کے درمیان اسلام کا اظہار کرتا ہے لیکن تقیہ یہ ہے کہ انسان دل میں صحیح اعتقاد رکھتا ہو لیکن اسے وہابی حضرات ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں اس لئے کہ وہ اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور ان کو ہمیشہ دھمکیاں دیتے رہتے ہیں، جب بھی ایک باایمان شخص ایسے متعصب وہابیوں کے نزدیک اپنی جان، مال اور ناموس کی حفاظت کی خاطر اپنے عقیدہ کا اظہار نہ کرے تو وہ تقیہ اور اس کی ضد نفاق ہے۔

۳۔ تقیہ عقل کے میزان پر

تقیہ حقیقت میں ایک دفاعی سپر ہے اسی وجہ سے روایات میں اسے "تُرس المومن" یعنی مومن کی سپر سے تعریف کی گئی ہے۔

کوئی بھی عقل اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ایک انسان چند متعصب اور جاہل افراد کے سامنے اپنے عقیدہ کا اظہار کرے اور اپنی جان و مال اور ناموس کو خطرے میں ڈال دے ، اس لئے کہ جان و مال کو کسی فائدے کے بغیر دینا عاقلانہ عمل نہیں ہے ۔

"تقیہ" میدان جنگ میں لڑنے والے فوجیوں کی طرح ہے جو جنگ کے میدان میں اپنے آپ کو درختوں ، سرنگوں اور جھاڑیوں کے درمیان چھپالیتے ہیں اور اپنے آپ کو درخت کی شاخوں اور اسکی پتیوں سے ڈھانپ لیتے ہیں تاکہ آسانی سے دشمن کا شکار نہ ہونے پائیں ۔

دنیا میں جینے والے تمام عقلمند حضرات اپنے جانی دشمنوں سے بچنے کے لئے تقیہ کی پر عمل کرتے ہیں اور آج تک کسی عقلمند نے اس روش کی تقبیح نہیں کی ہے ، اس دنیا میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں ملے گا جو تقیہ کو اسکی شرطوں کے ساتھ قبول نہ کرے۔

۴۔ تقیہ کتاب خدا میں

قرآن مجید نے متعدد مقامات پر دشمنوں کے مقابلہ میں تقیہ کو جائز قرار دیا ہے بعنوان مثال ملاحظہ کریں:

(الف) مومن آل فرعون کی داستان میں آیا ہے :

(وقال رجل مومن من آل فرعون یکتُم ایمانہ اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ و قد جاء کم بالبینات...)؛ اور آل فرعون کے مرد مومن کہ جس نے اپنا ایمان چھپا رکھا تھا : کہا کیا تم اس شخص کو قتل کرو گے کہ جو یہ کہہ رہا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے جب کہ اس کے پاس واضح دلیلیں ہیں ۔ ۱

اس کے بعد فرماتا ہے : " اسے اس کے حال پر چھوڑ دو کہ اگر اس نے جھوٹ کہا ہے تو یہ جھوٹ اس کا دامن گیر ہو جائے گا اور اگر سچ کہہ رہا ہے تو پھر اس بات کا امکان ہے کہ جس عذاب سے وہ ڈرا رہا ہے وہ تمہارا دامن گیر ہو جائے ۔"

اس طرح مومن آل فرعون نے تقیہ کرتے ہوئے متعصب قوم کو نصیحت کی جس نے خدا کے رسول موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا ۔

(ب) ایک دوسرے مقام پر قرآن واضح فیصلہ سناتے ہوئے فرماتا ہے : (لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین و من یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شئ الا ان تتقوا منہم تقاة...)؛ کسی بھی مومن کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ مومنین کے سوا کافروں کو ولی بنائے اور جو ایسا کرے گا تو وہ خدا سے بیگانہ ہے ، مگر یہ کہ اس نے تقیہ سے کام لیا ہو۔ ۲

اس آیت نے قطعی طور پر خدا کے دشمنوں سے دوستی کو منع کر دیا ہے مگر یہ کہ ان کی دوستی کو ترک کرنے سے مسلمانوں کو آزار و اذیت پہنچنے کا ڈر ہو تو پھر وہ ان کی دوستی کو سپر بنا کر تقیہ کیا جاسکتا ہے ۔

(ج) جناب عمار اور آپ کے والدین کی داستان کو تمام مفسروں نے لکھا ہے جو مشرکین عرب کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے تھے جنہیں ان لوگوں نے پیغمبر سے برائت کے لئے کہا ، جناب عمار کے والدین نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا جس کے نتیجہ میں انہیں شہید کر دیا گیا لیکن جناب عمار نے تقیہ کرتے ہوئے ان کی کہی مان لی اور پھر

روتے ہوئے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔

اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی : (من كفر بالله من بعد ايمانه الا من اكره و قلبه مطمئن بالايمان ...) وہ لوگ کہ جو ایمان کے بعد کافر ہو گئے ... تو ان کے لئے سخت عذاب مہیا ہے مگر وہ لوگ کہ جسے مجبور کر دیا گیا ہو ۳ مذکورہ آیت کے سلسلہ میں تمام مفسرین کا اتفاق کہ یہ آیت جناب عمار اور ان کے والدین کی شان میں نازل ہوئی ہے اور فرمان رسول پر ایمان لانا اس بات کی دلیل ہے کہ تقیہ کو ہر ایک نے مانا ہے ، کیا واقعا مقام تعجب نہیں ہے کہ ایسے قرآنی اسناد اور اہل سنت کے مفسروں کے کلمات کے باوجود شیعوں کو تقیہ قبول کرنے کی وجہ سے ہر ابھلا کہا جائے ؟ ۔

ہاں! نہ تو عمار تو منافق تھے اور نہ ہی مومن آل فرعون بلکہ انھوں نے فرمان خدا سے فائدہ اٹھا یا تھا ۔

۵۔ تقیہ اسلامی روایات میں

اسلامی منابع میں تقیہ کے سلسلہ میں متعدد روایتیں وارد ہوئی ہیں :

مسند ابی شیبہ جو اہل سنت کی مشہور مسانید میں سے ہے ، اس میں " مسیلمہ کذاب " کی داستان نقل ہوئی ہے کہ جب اس کے پاس دو مسلمان گرفتار کر کے لائے گئے تو ان سے سوال کیا : کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں ؟ تو ان میں سے ایک نے گواہی دی اور بچ گیا لیکن دوسرے نے گواہی نہیں دی لہذا اس کی گردن ماردی گئی ۔

یہ خبر جب رسول اللہ تک پہنچی تو فرمایا: شہید ہونے والے نے سچائی کے راستے پر قدم رکھا اور دوسرے

شخص نے اذن پروردگار پر عمل کیا لہذا اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ ۴

ائمہ علیہم السلام جو بنی امیہ اور بنی عباس کے دور میں تھے ، اپنے چاہنے والوں کو تقیہ کا حکم دیا کرتے تھے اسلئے کہ حکومتیں جہاں بھی انہیں پاتی تھیں قتل کردیتی تھیں لہذا اس وقت ائمہ علیہم السلام کی طرف سے انہیں حکم دیا گیا تھا کہ وقت کی جابر و ظالم حکومتوں کے شر سے بچنے کے لئے تقیہ کو اپنا سپر بنائیں ۔

۶۔ کیا تقیہ صرف کفار کے مقابلہ میں ہے ؟

ہمارے بعض مخالفین کے سامنے جب قرآن کی صریح آیات اور مذکورہ روایات کو بیان کیا جاتا ہے تو وہ تقیہ کی مشروعیت کو ماننے کے لئے مجبور ہوجاتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ یہ تقیہ صرف کفار کے مقابلہ میں ہے اور مسلمانوں کے سامنے کسی بھی حالت میں جائز نہیں ہے ۔

(مذکورہ دلائل کی روشنی میں) ان دونوں کے درمیان فرق واضح ہے اس لئے کہ :

۱۔ اگر تقیہ کا مفہوم متعصبوں کے مقابلہ میں جان و مال اور ناموس کو محفوظ رکھنا ہے تو پھر ایک جاہل

مسلمان اور متعصب کافر کے درمیان کیا فرق ہے ؟ اگر عقل ، جان و مال اور ناموس کو بیہودہ قربان نہ کرنے کا

حکم دیتی ہے تو پھر ان دونوں میں کیا فرق باقی بچتا ہے ؟

ہمیں ان لوگوں کی خبر ہے جو جھوٹی تبلیغات اور جہالت کی وجہ سے کہتے ہیں : شیعوں کا خون بہانا خدا سے

تقرب کا وسیلہ ہے پس اگر ایک مخلص شیعہ اور اہل بیت علیہم السلام کا پیروکار ایسے لوگوں کے درمیان

گرفتار ہوجائے اور اس سے وہ سوال کریں کہ تمہارا مذہب کیا ہے ؟ اور وہ جواب دے کہ میں شیعہ ہوں اور اس

طرح اپنا گلا جہالت کی تلوار تلے رکھ دے اور جان دے دے تو بتائیں: کیا کوئی عاقل شخص ایسا حکم دے سکتا

ہے ؟

ایک دوسری تعبیر کے مطابق ؛ جو سلوک عرب کے مشرکین نے جناب عمار کے ساتھ کیا یا جو کچھ مسیلمہ کذاب کے پیروکاروں نے آنحضرت کے دو صحابیوں کے ساتھ روارکھا یا جو کچھ بنی امیہ اور بنی عباس نے حضرت علی علیہ السلام کے شیعوں کے ساتھ کیا تو کیا یسی صورتوں میں تقیہ کا حکم دینا حرام ہے ؟ چاہے اہل بیت کے ہزاروں مخلص اور چاہنے والے قتل کر دئے جائیں ، صرف اس وجہ سے کہ تمام حکام مسلمان ہیں اور ان کے سامنے تقیہ کرنا منع ہے ؟

اسی وجہ سے ائمہ علیہم السلام نے شدت کے ساتھ تقیہ کی ہے یہاں تک کہ فرمایا: "تسعة اعشار الدین التقیة" دین کے دس حصوں میں سے نو حصہ تقیہ ہے ۔ ۵

بنی امیہ اور بنی عباس کے دور میں مارے جانے والے شیعوں کی تعداد ہزاروں بلکہ لاکھوں میں پہنچتی ہے یعنی ان لوگوں نے جس قدر چاہا شیعوں کا قتل عام کیا ۔

کیا ایسے حالات میں اب بھی تقیہ کی مشروعیت کے سلسلہ میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے ؟ ہمیں یہ بھی اچھی طرح یاد ہے کہ اہلسنت حضرات مسئلہ حادث اور قدیم کے سلسلہ میں سالہا سال اختلافات میں گرفتار رہے اور اس راہ میں تعداد لوگوں کے خون بھی بہائے (جب کہ یہ وہ اختلافات تھے جو آج کے دانشمندیوں کی نظر میں بیہودہ تھے)۔

کیا وہ لوگ کہ جو اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے ، وہ جب اپنے مخالفین کے درمیان پھنس جاتے اور ان سے ان کے عقیدہ کے سلسلہ میں سوال کیا جاتا تھا تو کیا انہوں نے واضح طور پر جواب دیا کہ میرا فلاں عقیدہ ہے ؟

اگرچہ اس کے بعد ان کا خون بہادیا جاتا ، خواہ ان کی جان جانے سے کوئی فائدہ ہوتا یا نہ ہوتا ؟!

۲۔ فخر رازی اس آیت (**الا ان تتقوا منهم تقاة**) کی تفسیر میں کہتے ہیں : اس آیت کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کفار کے غلبہ کے دوران تقیہ مباح ہے ، " **الان مذهب الشافعی -رض- ان الحالة بین المسلمین اذا شاکلت الحالة بین المسلمین و المشرکین حلت التقیة محاماة علی النفس** " ؛ شافعی کی رائے یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کے آپسی حالات کفار اور مسلمین کے درمیان جیسی حالت ہو جائے تو جان بچانے کے لئے تقیہ حلال ہے ۔

اس کے بعد مال کو محفوظ رکھنے کے لئے تقیہ کے جائز ہونے کی دلیل پیش کرتے ہوئے حدیث نبوی کو ذکر کرتے ہیں : " **حرمة مال المسلم كحرمة دمه** " ؛ مسلمانوں کے مال کا احترام ان کے خون کے احترام کے مانند ہے ۔ اور " من قتل دون ماله فهو شهيد " جو بھی اپنے مال کو بچانے کی خاطر مارا جائے تو وہ شہید ہوگا ، ۶ اور ان حدیثوں کے ذریعہ استدلال کرتے ہیں۔

تفسیر نیشاپوری کہ جو تفسیر طبری کے حاشیہ میں درج ہے ، اس میں مذکور ہے کہ " **قال الامام الشافعی: تجوز التقیة بین المسلمین کما تجوز بین الکافرین محاماة عن النفس** " ؛ مسلمانوں کے درمیان مال کی حفاظت کی خاطر تقیہ جائز ہے جس طرح کہ کفار اور مسلمانوں کے درمیان جائز ہے " ۔ ۷

۳۔ مقام توجہ ہے کہ بنی عباس کی خلافت کے دوران اہل سنت کے بعض محدثین "قرآن کے قدیم ہونے" کے عقیدہ کی وجہ سے خلفائے بنی عباس کی طرف سے شکنجہ کا شکار تھے لیکن ان میں سے بعض محدثین نے تقیہ قرآن کے حادث ہونے کا اقرار کر لیا اور نجات پا گئے۔

مشہور مورخ ابن سعد "طبقات" میں اور طبری اپنی تاریخ میں دو خطوں کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جسے مامون نے بغداد کے داروغہ "اسحاق بن ابراہیم" کو لکھا تھا ۔

پہلے خط کے سلسلہ میں ابن سعد تحریر کرتے ہیں : مامون نے اسحاق بن ابراہیم کو لکھا کہ سات محدثین

محمد بن سعد کاتب واقدی، ابومسلم، یحییٰ بن معین، زبیر بن حرب، اسماعیل بن داود، اسماعیل بن ابی مسعود اور احمد بن الدورقی) کو حفاظت سے میرے پاس روانہ کرو، وہ لوگ جب مامون کے پاس آئے تو اس نے امتحان کی غرض سے سوال کیا کہ: قرآن کے سلسلہ میں آپ لوگوں کا نظریہ کیا ہے؟ سب نے مل کر جواب دیا کہ قرآن مخلوق ہے (جب کہ محدثین کے درمیان قرآن کا قدیم ہونا مشہور تھا) ۸۔

ہاں! ان لوگوں نے مامون کے غضب سے بچنے کے لئے تقیہ کر لیا تھا اور قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار کر کے نجات پالی تھی۔

دوسرا خط جسے طبری نے نقل کیا ہے وہ بھی مامون کی طرف سے بغداد کے داروغہ کے نام تھا، جب مامون کا خط اسے ملا تو اس نے ۲۶ محدثین کو جمع کیا اور انہیں مامون کے خط سے آگاہ کیا، اس کے بعد ان میں سے ہر ایک کو اپنے عقیدہ ازطہار کے لئے کہا، ان میں سے چار محدثین کے سوا سب نے (تقیہ کرتے ہوئے) قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار کر لیا۔

وہ چار محدثین کہ جنہوں نے اعتراف نہیں کیا تھا وہ احمد بن حنبل، سجادة، القواریری اور محمد بن نوح تھے، داروغہ نے حکم دیا کہ انہیں زنجیروں میں جکڑ کر زندان میں ڈال دیا جائے، دوسرے دن دوبارہ انہیں حاضر کیا گیا اور پھر وہی سوال دہرایا گیا، ان میں تنہا سجادة نے قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار کیا اور آزاد ہو گیا لیکن بقیہ محدثین نے اقرار نہیں کیا اور وہ دوبارہ زندان بھیج دئے گئے۔

تیسرے دن دوبارہ ان تینوں کو حاضر کیا گیا، اس دن القواریری نے اقرار کر کے نجات پالی لیکن احمد بن حنبل اور محمد بن نوح نے اپنے اسی عقیدہ کو دوبارہ دہرایا تو داروغہ نے انہیں طرطوس ۹ کی طرف جلاء وطن کر دیا۔ جب بعض لوگوں نے تقیہ کرنے والوں پر اعتراض کیا تو ان لوگوں نے کفار کے مقابلہ میں جناب عمار بن یاسر کی مثال پیش کی۔ ۱۰

یہ تمام موارد اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جب بھی انسان سخت مصیبتوں میں گرفتار ہو جائے اور دشمنوں کے شر سے بچنے کا واحد راستہ تقیہ ہو تو وہ تقیہ کو اختیار کر سکتا ہے، دشمن خواہ کافر ہو یا اپنا مسلمان۔

۷۔ تقیہ حرام

بعض مقامات پر تقیہ حرام ہے، مثلاً جب بعض لوگ اس حالت میں تقیہ کریں کہ اگر وہ خاموش رہ گئے تو اسلام خطرے میں پڑ جائے گا یا مسلمان سخت مصیبت میں گرفتار ہو جائیں گے تو پھر ان پر واجب ہے کہ وہ اپنے عقیدہ کا اظہار کریں اگر چہ وہ خود اس کے بعد مصیبتوں سے دوچار ہو جائیں۔

اور وہ لوگ جو ان موارد کو (ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکة) کو دلیل بنا کر اعتراض کرتے ہیں وہ سخت اشتباہ کر رہے ہیں، اس لئے کہ اس قول کا لازمہ یہ ہے کہ پھر جہاد کیلئے میدان جنگ میں بھی نہ اتر جائے، جب کہ کوئی بھی عقلمند اس منطق کو قبول نہیں کر سکتا، یہیں سے یہ مطلب واضح ہو جاتا ہے کہ یزید کے مقابلہ میں امام حسین علیہ السلام کا قیام ایک دینی وظیفہ کے تحت تھا کہ جس کی وجہ سے امام نے تقیہ سے دوری کرتے ہوئے یزیدیوں اور ابی امیہ کے ساتھ سازش نہیں کی اس لئے کہ اگر ان کے ساتھ سازش کر لیتے تو پھر اسلام خطرے میں پڑ جاتا لہذا آپ کا قیام مسلمانوں کی بیداری اور جاہلیت کے پنجوں سے اسلام کی نجات کے لئے تھا۔

۸۔ تقیہ مدارائی

یہ تقیہ کی ایک قسم ہے کہ جس میں ایک مذہب کے ماننے والے مسلمانوں کے درمیان اتحاد کو برقرار کرنے کے لئے ان چیزوں میں تقیہ کرتے ہیں کہ جس سے دین کی بنیادوں پر اثر نہیں پڑتا ۔ مثلاً اہلبیت کے چاہنے والوں کا عقیدہ ہے کہ فرش پر سجدہ نہیں کیا جاسکتا بلکہ سجدہ کرنے کیلئے زمین یا اسی جیسی کوئی چیز ہو اور اس مدعا کی دلیل رسول اللہ کی حدیث ہے " جعلت لی الارض مسجد و طهوراً " زمین میرے لئے سجدہ کرنے کی جگہ اور تیمم کا وسیلہ قرار دیا گیا ہے " ۱۱ جس کو وہ لوگ پیش کرتے ہیں ۔ اب اگر یہ لوگ وحدت کو برقرار رکھنا چاہیں تو پھر انہیں مسجد الحرام اور مسجد النبی مں نماز پڑھنے کیلئے اسی فرش پر سجدہ کرنا پڑے گا ۔

یہ عمل جائز اور یہ نماز ہمارے عقیدے کے مطابق صحیح ہے ، اسی عمل کو تقیہ مدارائی کہا جاتا ہے ، اس لئے کہ اس مقام پر جان و مال کے لئے کوئی خطرہ درپیش نہیں ہے بلکہ اسلام کے دیگر فرقوں کے ساتھ مدارا کرنا ہے ۔ تقیہ کی بحث کو ایک بزرگ کا قول نقل کرتے ہوئے تمام کرتے ہیں :

شیعوں کے ایک بڑے عالم دین نے جامعہ ازہر کے ایک شیخ سے ملاقات کی تو اس شیخ نے اس شیعہ عالم دین کو سرزنش کرتے ہوئے کہا : ہم نے سنا ہے کہ آپ لوگ تقیہ کرتے ہیں؟

شیعی عالم دین نے کہا: " لعن اللہ من حملن اعلی التقیة "؛ اس پر خدا کی لعنت ہو کہ جس نے ہمیں تقیہ کرنے پر مجبور کر دیا

حواشی

- ۱۔ غافر ۲۸
- ۲۔ آل عمران ۲۸
- ۳۔ نحل ۱۰۶
- ۴۔ مسند ابی شیبہ ، ج ۱۲ ص ۳۵۸
- ۵۔ بحار ج ۱۰۹ ص ۲۵۴
- ۶۔ تفسیر کبیر فخر رازی ج ۸ ص ۱۳
- ۷۔ تفسیر نیشاپوری (در حاشیہ تفسیر الطبری) ج ۳ ص ۱۱۸
- ۸۔ طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۱۶۷ چاپ بیروت
- ۹۔ شام میدریا کے کنارے ایک شہر کا نام ، معجم البلدان ج ۴ ص ۳۰
- ۱۰۔ تاریخ طبری ج ۱ ص ۱۹۷
- ۱۱۔ صحیح بخاری ج ۱ ص ۹۱ و سنن بیہقی ج ۲ ص ۴۳۳ اور دیگر کتابوں میں بھی یہ حدیث موجود ہے